حامد سراج

ایک تعزیتی خط.......ایک خوشخبری کے ساتھ

پیارے بھائی ذوالکفل....... آپ پر رب کریم کی رحمت بے کنار

کتنی اداسی اور خاموشی ہے۔ کئی روز سے ذہن کی تختیوں پر تحریریں لکھتا ہوں اور مٹا ڈالتا ہوں......."

کیا ایک خط لکھ دینے سے حق ادا ہو جائیگا......؟

نہیں...... بالکل نہیں

تو پھر میں کیا کروں......؟ لفظ کہاں سے لاؤں...... لفظوں کا پیرہن کیا میرے جذبات کی عکاسی کرے گا...؟

سید عطاء المحسن شاہ صاحب کے انتقال کا سانحہ صرف آپ کا نہیں...... میرا نہیں بلکہ کرۂ ارض پر بسنے والے کروڑوں اربوں لوگوں کا سانحہ ہے۔ جب زمین خالی ہونے لگے تو وا ہے بسیرا کر لیتے ہیں......؟

T.V خبرنامے سے پہلے صاحبزادہ خلیل احمد صاحب نے آپ کے فون کی اطلاع کر دی تھی...... سناٹا چھا گیا...... یقین کیوں نہیں آ رہا......؟ "عطاء المحسن شاہ صاحب تو یہیں میرے Study room میں موجود ہیں......"

گرمیوں کے دن تھے...... میں جگ میں لسی اور ساتھ گلاس لایا تو مسکرائے اور کہا......

"حامد صاحب...... کٹورا لائیں کٹورا...... یہ فیشنی کام نہیں چلے گا۔"

کتنی بے تکلفی اور اپنائیت کے ساتھ میرے اندھیرے گھر کو انہوں نے روشنی بخشی اور علم و عرفان کے موتی بکھیرتے رہے......

اور......اور......ذوالکفل، میں دار بنی ہاشم کی وہ شام کیسے بھول جاؤں، سورج اپنا سفر مکمل کر کے تھکا ماندہ مغرب کی گود میں سر رکھ رہا تھا، جب میں دار بنی ہاشم پہنچا...... کتب خانے کے سامنے دو چارپائیاں بچھی ہوئی تھیں...... لکڑی کا ایک بنچ...... اور پانی کا چھڑکاؤ......"

والہانہ طریقے سے عطاء المحسن شاہ صاحب مجھے ملے...... اور چند لمحوں میں میز پر فروٹ چن دیا گیا Pepsi کی بوتل...... ابھی کھانا شروع نہیں کیا تھا کہ موذن نے پکارا...... اللہ اکبر ... میں اٹھنے لگا تو شاہ صاحب نے کہا......

حامد صاحب: اطمینان سے کھائیے...... نماز کہیں نہیں جائے گی۔"

میں نے عرض کیا...... جی...... وہ جماعت......!

"اللہ رب العزت جماعت کا بندوبست بھی کر دیں گے"...... نمازی مسجد کے اندر جاتے رہے، نماز ہو گئی...... عطاء المحسن شاہ صاحب بیٹھے رہے، مسکراتے، باتیں کرتے، چائے بھی آ گئی۔ جب میں نے چائے پی لی...... تو مسکرا کر کہا۔

"جائیں جی...... اب تسلی سے وضو کر کے آئیں۔ مہمان کی توقیر فرض ہے۔ نماز مغرب کا وقت اتنا بھی

تنگ نہیں ہوتا......"

میں نے شاہ صاحب کے ساتھ نماز مغرب ادا کی......"

اور سوچنے لگا...... یہ کیسے لوگ ہیں...... باوقار اور فراخ دل۔ کہیں کوئی عام مولوی ہوتا تو فتویٰ صادر ہو جاتا...... سارے کام چھوڑ کر پہلے نماز پڑھی جاتی۔ میں ایک عام سا آدمی...... اور شاہ صاحب نے اتنی عزت دی......

ذوالکفل میرے بھائی...... یادوں کا ایک سمند ہے...... اور سمندر میں موتی ہیں......" وہ گزر گئے...... اپنے رب سے جا ملے...... انا للہ وانا الیہ راجعون......" میرا رب انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور تمام متعلقین کو صبر جمیل عطا کرے......"

مجھے معلوم ہے...... بھائی ذوالکفل...... ایک خط لکھنے سے، تعزیت کرنے سے، حق ادا نہیں ہوتا...... لیکن میں قریباً ایک مہینہ Tomsills کے attack کی وجہ سے بستر علالت پر رہا ہوں۔

سوچتا ہوں...... ملتان آنے پر جب دار بنی ہاشم آنا ہوگا تو قلب کی کیا کیفیت ہوگی؟" وہ محبت کرنے والا شخص نہیں ہوگا...... وہ جو پہروں، گھنٹوں، مجھ ایسے بے کار شخص کو بھی اپنا قیمتی وقت دے دیا کرتا تھا......" وہ مسکراہٹ کیسے بھولوں......!"

جب میں پہلی بار دار بنی ہاشم گیا...... مجھے وہاں جاننے والا کوئی نہ تھا۔ نہ کوئی Referance نہ سفارش......!" بس ایک چٹ پر یہ شعر لکھ کر میں نے اندر بھجوا دیا......

"ہم سے جو ملو تو مل لو کہ بہ نوکِ گیاہ
مثالِ قطرۂ شبنم رہے رہے نہ رہے

آپ سے ملنے کا متمنی

حامد سراج

دیر ہی کتنی لگی...... چٹ اندر گئی......

اور ایک قد آور شخص جس کے چہرے پر رعب تھا، نور اور مسکراہٹ......" والہانہ مجھے گلے لگا لیا...... کتب خانہ میں بٹھایا......

اور پوچھا......

آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں......؟

ذوالکفل...... گھروں سے کوئی نہیں نکلتا...... دستکیں بے صدا ہو جاتی ہیں...... ہمارے ملک کے دانشور، مفتی، فقیہ، سیاستدان، ڈاکٹرز، انجینیئرز، علماء کرام...... اور کتنے طبقات کا نام لوں...... وقت لینا پڑتا ہے......! وقت...... اور پھر آدمی ویسے ہی چلا جائے تو کون پوچھتا ہے...... گر پوچھ بھی لیا تو یہی پوچھیں گے......

جی...... کیا کام ہے......؟" کیسے آنا ہوا......؟

لیکن عطاء المحسن شاہ صاحب نے یہ نہیں پوچھا تھا...... انہوں نے پہلے، گھر سے نکلتے ہی کہا مرحبا...... مرحبا......

خوش آمدید......

اور پھر کتب خانے میں بٹھا کر پوچھا......

آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں......؟

میرا اس وقت تعارف خانقاہ سراجیہ کے حوالے سے نہیں تھا......

بلکہ اس دھرتی کے چودہ کروڑ عوام میں سے ہی میں ایک شخص تھا......

یہ عظمت تھی ان کی......

آپ ذرا غور کیجیے......ایک اجنبی کو کون اس طرح گلے لگاتا ہے۔ مرحبا کہتا ہے!

اسی لیے کہا ہے نا...... بھائی......

آپ تنہا نہیں ہوئے......ان گنت لوگ انکے جانے سے تنہا ہو گئے ہیں......

جس معاشرتی Set up میں ہم سانس لے رہے ہیں......وہاں اتنی قباحتیں ہیں کہ دم گھٹتا ہے......

اور تازہ ہوا کے جھونکے کے لیے ہم عطاء المحسن شاہ صاحب کے پاس جایا کرتے تھے......

ایسے ہی لوگوں سے مل کر زندگی کی زندہ قدروں پر اعتبار قائم ہوتا ہے۔ میں رسمی خط لکھ سکتا تھا......!

لیکن نہیں......!" تسلی اس تحریر سے بھی نہیں ہو رہی...... لیکن پوسٹ کر دوں گا......"

ایک خوشخبری سنانی تھی سید عطاء المحسن شاہ صاحب کو...... بس خط لکھنے میں جیسے ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں......دیر ہو گئی...... خوش خبری "نقیب ختم نبوت" کے حوالے سے تھی......

چند ماہ بیشتر "نقیب ختم نبوت" کے شمارہ نمبر ۹ جلد نمبر ۱۰، ستمبر ۱۹۹۹ء" میں محترم "عبدالشہید سلمان" کا ڈاڑھی کے موضوع پر ایک مضمون شائع ہوا یہاں ہمارے ادارے میں دو ساتھی خالق داد اور شوکت علی شاہ نے نقیب ختم نبوت" کے مطالعے کے دوران وہ مضمون پڑھا...... اور اسی مضمون اور نقیب ختم نبوت" کی برکت سے اللہ نے انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کی توفیق عطا کر دی...... اور انہوں نے ڈاڑھی رکھ لی......

نومبر کے پہلے ہفتہ میں، میں نے انہیں اس سنت رکھنے کی خوشی میں اپنے غریب خانے پر مدعو کیا تھا۔ دوپہر کا کھانا انہوں نے میرے ساتھ کھایا۔ دونوں کا کہنا تھا...... کہ عطاء المحسن شاہ صاحب کو اطلاع کر دی جائے کہ ان کے رسالے "نقیب ختم نبوت" کی برکت سے اللہ نے ہمیں ڈاڑھی رکھنے کی توفیق عطا کر دی ہے......اب یہ اطلاع آپ اور بھائی کفیل شاہ صاحب کے نام......اور محترم عبدالشہید سلمان صاحب کے نام......

میری طرف سے بھائی کفیل شاہ صاحب، اہل خانہ، تمام احباب، دوستوں اور متعلقین سے تعزیت کیجیے گا۔ خدا رب العزت سب کو صبر جمیل عطا کریں......"

فقط والسلام

آپ کا بھائی حامد سراج،

چشمہ بیراج (ضلع میانوالی)